بسم اللہ الرحمن الرحیم

بِسْمِ اللهِ ، وَ اَلْحَمْدُ لله ، وَالْصَّلَاةُ وَالْسَّلَامُ عَلَي رَسُوْلِ الله صَلَّي اللهُ عَلَيْهِ وَعَلي اٰلِهِ وَصَحْبِهِ وَمَنْ وَّالاَه أَمَّا بَعْدُ:

012: دین نصیحت کا نام ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

﴿لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (التوبہ:91)

صحیح مسلم میں نبی رحمت ﷺ نے فرمایا "الدِّينُ النَّصِيحَةُ ،الدِّينُ النَّصِيحَةُ ،الدِّينُ النَّصِيحَةُ" ،قُلْنَا،لِمَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ ؟ قَالَ ،لِلَّهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ"۔

آج کے خطبے کا موضوع ہے "نصیحت"۔ نصیحت کسے کہتے ہیں؟اس لفظ کا کیا معنی ہے؟نصیحت کسے کرنی چاہیے؟کیسے کرنی چاہیے ؟نصیحت کے متعلق جو اہم احکام اور مسائل ہیں آج کے خطبے میں ان کے متعلق بات کرتے ہیں۔

نصیحت کا اس لفظ کا جو معنی ہے علماء فرماتے ہیں عربی زبان میں اس کے مختلف معنی ہیں اور دو اہم معنی ہیں اس لفظ نصیحت کے :

1۔پہلا معنی ہے اخلاص، نصیحت کا مطلب ہے اخلاص۔ عربی زبان میں یہ کہا جاتا ہے "نصح الشیء"۔اگر آپ کسی چیز کو پیور کرنا چاہتے ہیں خالص کرنا چاہتے ہیں تو آپ اس میں سے جو بھی اس چیز کا حصہ نہیں ہے آپ اس کو نکال دیتے ہیں۔خالص دودھ وہ ہوتا ہے جس میں پانی شامل نہیں کیا جاتا اور اگر پانی شامل کر دیا جائے تو اب وہ خالص نہ رہا۔

2۔دوسرا مطلب ہے اس لفظ کا "النصح" یعنی کسی چیز کو جوڑنا کسی چیز سے۔جب کپڑا پھٹ جاتا ہے جب اس کی سلائی ہو جاتی ہے تو عربی زبان میں کہا جاتا ہے کہ اس کو نصح کر دیا گیا یعنی پھٹی ہوئی چیز کو جوڑ دیا گیا۔

شریعت کے معنی میں یہ دونوں معنی موجود ہیں اخلاص کا معنی سب سے پہلے ہے کیوں کہ جو نصیحت کرنے والا ہے وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے نصیحت کرے اپنے لیے نہیں یا اس شخص کے لیے نہیں جسے وہ نصیحت کر رہا ہے بلکہ خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے یہ جانتے ہوئے کہ جو الفاظ اس کے منہ سے نکل رہے ہیں قیامت کے دن یا تو اس کے نامہ اعمال میں ہوں گے اس کے ساتھ دائیں ہاتھ میں اسے نامہ عمل ملے گا یا وہ یہ جان لے کہ کہیں یہ الفاظ جو اس کے منہ سے نکل رہے ہیں وہ اس کے نامہ اعمال میں

مصیبت تو نہیں بن جائیں گے جو اسے بائیں ہاتھ میں ملے گا۔ جب کسی شخص سے کوئی گناہ ہوتا ہے نافرمانی ہوتی ہے تو اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ اس نے دین میں کوئی زخم لگا دیا ہو اب یہ زخم جو موجود ہیں مختلف نافرمانیوں کی وجہ سے اس زخم کو درست کرنا اس کمی کو پورا کرنا اسے نصیحت کہا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص جھوٹ بولتا ہے یا سود کھاتا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں ہیں آپ جب اسے نصیحت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈریں جھوٹ ایسا گناہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ نفرت کرتا ہے، جھوٹ سے بھی نفرت کرتا ہے اور جھوٹے شخص سے بھی اللہ تعالیٰ نفرت کرتا ہے اور جھوٹ بولنے کی وجہ سے یہ بندہ اپنے ربّ سے دور ہو جاتا ہے۔ جب آپ نصیحت کرتے ہیں اسے پتہ چلتا ہے کہ جھوٹ بولنے کی وجہ سے میں اپنے ربّ سے دور ہو رہا ہوں اور وہ توبہ کر لیتا ہے تو آپ نے اس کے اس عیب کو ختم کر دیا اور اس کے اس زخم کو دور کر دیا اور اس شخص نے نصیحت حاصل کر لی ہے۔ تو نصیحت سے دین مکمل ہوتا ہے، دین میں جو کمیاں ہیں جو نقائص ہیں وہ پورے کر دیئے جاتے ہیں۔ اس حدیث مبارکہ میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا تین مرتبہ کہ دین نصیحت کا ہی نام ہے، دین نصیحت کا ہی نام ہے اور دین نصیحت کا ہی نام ہے یعنی سارے کا سارا دین نصیحت ہی ہے۔ دوسرے لفظوں میں دین کی بنیاد ہی نصیحت ہے بغیر اخلاص کے کوئی دین ہی نہیں۔

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں "إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ" (اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہوتا ہے)۔ جیسی آپ کی نیت ہے ویسا ہی آپ کا عمل ہے۔ اگر آپ کا یہ عمل اگر آپ نے یہ نماز جو ابھی پڑھی ہے وہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے پڑھی ہے یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ فرض ہے اور میں نے اپنے ربّ کا فرض ادا کیا تو آپ کی نماز اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل قبول ہے لیکن اگر کسی کو دکھانے کے لیے پڑھی ہے تاکہ لوگ یہ کہیں کہ میں نمازی ہوں تب آپ کی کوئی نماز نہیں ہے کیوں کہ اخلاص ہی نہیں ہے۔ دین کا کوئی حصہ لے لیں آپ دین کی اصل بنیاد ہے اخلاص بغیر اخلاص کے دین ہی نہیں اور جب دین ہی بنیاد ہے اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا ہی اپنی عبادت کے لیے کیا ہے اور یہ انسان ضعیف، کمزور اور محتاج ہے اس سے کوتاہیاں بھی ہوتی ہیں اور غلطیاں بھی ہوتی ہیں، نقص اور عیب سے بھرا ہوا ہے یہ انسان تو اللہ تعالیٰ نے اس نقص اور عیب کو دور کرنے کے لیے ایک طریقہ رکھا ہے اور نبی کریم ﷺ نے ہمیں وہ طریقہ بیان بھی کیا ہے اور عملاً ہمیں کر کے بھی دکھایا ہے اور وہ طریقہ ہے نصیحت کا کہ اگر آپ کا مسلمان بھائی کسی عیب میں مبتلا ہے کسی نافرمانی میں مبتلا ہے تو اس کو دھتکارنا نہیں ہے اس کے عیب کو زیادہ مشہور نہیں کرنا بلکہ اس کے عیب کو چھپانے کا ایک راستہ یہ ہے کہ اسے اکیلے میں الگ سے جا کر نصیحت کرنی چاہیے۔

نصیحت ایک تحفے کی طرح ہے میرے بھائیو! آپ اگر کسی مسلمان بھائی کو تحفہ دیتے ہیں تو تحفے کی قیمت اس کے پرائس پر نہیں ہوتی جو اس پر لکھی ہوتی ہے جو ہم چھپا دیتے ہیں اگر حقیقتاً دیکھا جائے تو تحفے کی قیمت وہ نہیں ہے بلکہ تحفے کی قیمت دینے والے کا

اخلاص اور اس کی محبت اور اس کا دینے کا طریقہ ہے کہ وہ کس طریقے سے یہ تحفہ پیش کرتا ہے۔ اگر کوئی شخص مہنگے سے مہنگا تحفہ لے کر آئے اور آپ کو دیتے ہوئے دو چار گالیاں سنا دے یا اپنی شکل بگاڑ کر آپ کو یہ بہترین اور مہنگا تحفہ دے دے تو آپ یہ تحفہ قبول نہیں کریں گے۔ اگر اس کی عزت رکھتے ہوئے وہ تحفہ لے بھی لیں گے آپ لیکن آپ کو وہ وقت کبھی نہیں بھولے گا کہ اس شخص نے تحفہ کیسے دیا تھا مجھے اور آپ کوشش کریں گے کہ ایسے شخص کے ساتھ تعلق رکھنا ہی نہیں چاہیے تو نصیحت میرے بھائیو! ایسا ہی تحفہ ہے تو اگر آپ نے نصیحت دینی ہے تو سب سے پہلے آپ یہ جان لیں کہ آپ نے کیسے پیش کرنا ہے یہ تحفہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے اور اس تحفے کی قیمت اس لیے زیادہ مہنگی ہے اس لیے زیادہ بڑھی ہوئی ہے کہ آپ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دے رہے ہیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ ہی کا حکم ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو نصیحت کرنی ہے۔ جب کوئی تحفہ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیتے ہیں تو اس کی قیمت اور بڑھ جاتی ہے اور اس کے دینے کا طریقہ بھی بہترین سے بہترین ہونا چاہیے ۔ نبی رحمت ﷺ فرماتے ہیں "الدِّينُ النَّصِيحَةُ" تین مرتبہ۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی کہ اے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر ﷺ کس کے لیے ؟ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں "لِلّٰہِ" (سب سے پہلے نصیحت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے)۔ اللہ تعالیٰ کے لیے نصیحت کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف لوگوں کو بلاؤ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ دین کو اس طریقے سے پیش کرو لوگوں کے سامنے کہ لوگ اسے قبول کرنے میں تھوڑی دیر کے لیے بھی دور نہ ہوں اور دین کی بنیاد ہے توحید میرے بھائیو، تو اللہ تعالیٰ کے نصیحت یعنی اللہ تعالیٰ کی توحید، توحید کا علم حاصل کرنا پھر اس پر عمل کرنا پھر اس کی طرف دعوت دینا اور اس پر صبر کرنا جیسا کہ سورۃ العصر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿وَالْعَصْرِ ۝١ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۝٢ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ﴾ (العصر:1-3)۔ ہر انسان خسارے میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زمانے کی قسم کھانے کے بعد یہ فرمایا ہے کہ ہر انسان خسارے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جن میں یہ چار صفات موجود ہیں، ایمان اور ایمان کی بنیاد ہے توحید بغیر توحید کے ایمان کے توحید ہی نہیں ہے اور توحید کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کو ایک جاننا ہر اس چیز میں جو اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق تین ہیں :

1۔ **حق الربوبیۃ** کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی خالق، مالک، تدبیر کرنے والا، مشکل کشا حاجت روا نہیں ہے۔

2۔ دوسرا حق ہے **حق الالوہیۃ** عبادت کا حق کہ جتنی بھی عبادات ہیں ساری کی ساری صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے صرف کر دینا اسے کہتے ہیں توحید العبادۃ نماز، روزہ، حج، زکوۃ عبادات ہیں صرف اللہ تعالیٰ کے ہی ہم ادا کرتے ہیں اسی طریقے سے دعا ہے، پکار ہے، نذر و نیاز ہے، قربانی ہے یہ بھی عبادت ہیں اور ان کا حق بھی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔

3۔ تیسرا حق ہے **اسماء و الصفات** کا کہ اللہ تعالیٰ کے بہترین نام ہیں اور صفات الکمال ہیں جو ہمیں قرآن مجید میں ملے ہیں اور صحیح حدیث میں موجود ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائے ہیں اور ان **اسماء و الصفات** کا پر ہمارا ایمان ہے **کما یلیق بجلالہ سبحانہ و تعالیٰ**۔

اس کے ساتھ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا دین پہنچاتے ہوئے دین کی طرف دعوت دیتے ہوئے **امر بالمعروف ونہی عن المنکر** کرتے ہوئے یہ اچھی طرح یاد رکھنا ہے کہ ان دونوں میں فرق نہیں ہے۔ **معروف** کسے کہتے ہیں؟ وہ چیز جس پر لوگوں کا تعارف ہو جائے کہ یہ چیز اچھی ہے۔ عام لوگوں میں عقل والوں کے بیچ میں لوگ اس چیز کا اقرار کریں کہ یہ عمل **معروف** ہے یہ اچھا ہے اور سب سے اچھا عمل توحید ہے اور توحید سے پہلے کوئی چیز نہیں ہے اور **نہی عن المنکر** ، **منکر** اس چیز کو کہتے ہیں جس کا لوگ انکار کریں دیکھتے ہوئے یا سنتے ہوئے اور سب سے بڑا **منکر** ہے شرک۔ تو دعوت اور تبلیغ کرتے ہوئے جب اللہ تعالیٰ ہی کے لیے آپ تبلیغ کرتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے ان دونوں میں فرق نہیں ہونا چاہیے۔ بعض لوگ لوگوں کو اچھائی کی طرف تو بلاتے ہیں لیکن برائی سے نہیں روکتے کیونکہ ان کا یہ گمان ہے کہ اگر ہم لوگوں کو بُرائی سے روکتے ہیں تو پھر فتنہ پیدا ہو جاتا ہے لوگوں میں نفرت پیدا ہو جاتی ہے اور پھر لوگ ہماری بات نہیں سنتے۔ نہیں میرے بھائیو! آپ قرآن مجید کی جتنی آیات ہیں جن میں ذکر ہوا ہے **امر بالمعروف** کا اس کے بعد فوراً **ونہی عن المنکر** کا ضرور ذکر ہوا ہے۔ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے جوڑا ہے کسی شخص کسی عالم کے لیے جائز نہیں ہے کہ ان چیزوں کو جدا کرلے اور نصیحت اس وقت تک نامکمل ہے جب تک ان دونوں چیزوں پر عمل نہ کیا جائے۔

یہ تو تھی نصیحت اللہ تعالیٰ کے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے "وَلِكِتَابِهِ" (اور اللہ تعالیٰ کی کتاب کے لیے)۔ اللہ تعالیٰ کتاب ہے قرآن کریم جو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے کلام کی نصیحت کیسے کریں؟

1۔ قرآن مجید کو پڑھنے سے، تدبر کرنے سے، حفظ کرنے سے، اس کی تعلیم حاصل کرنے سے، اس پر عمل کرنے سے، اپنی زندگی کے روز مرہ کے جو اعمال ہیں وہ قرآن مجید کے دیئے ہوئے طریقے سے ہونے چاہئیں، ہمارے اخلاق وہ ہونے چاہئیں جن کا ذکر قرآن مجید میں ہوا ہے ﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ﴾ جب ہم سنیں اپنے کانوں سے تو ہمیں پتہ چلے کہ اللہ تعالیٰ مجھے پکار رہا ہے اللہ تعالیٰ مجھ سے کچھ بات کرنا چاہتا ہے اور یہ نہ سمجھیں کہ کوئی اور بھی مسلمان بھی موجود ہیں کیونکہ مومن وہ ہے جو اچھی طرح سمجھتا ہے کہ اب اللہ تعالیٰ مجھے کچھ کہنے والا ہے اور مجھے کیا کرنا چاہیے اس لیے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم قرآن مجید میں ﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ﴾ سنو تو اپنے کان کھول لو اور اپنے دل کو بھی قریب کرلو اور اچھی طرح سمجھو یا تو خیر ہے جس کی

اللہ تعالیٰ آپ کو خبر دینا چاہتا ہے یا شر ہے جس سے اللہ تعالیٰ آپ کو آگاہ کرنا چاہتا ہے۔ تو اگر خیر ہے تو اس پر عمل کرنا ہے اور اگر شر ہے تو اس سے دور ہو جانا ہے رک جانا ہے۔ یاد رکھیں کہ قرآن مجید کی نصیحت یہ ہے کہ آپ قرآن مجید کو سمجھیں، قرآن مجید کی تلاوت میں بھی بہت عظیم اجر و ثواب ہے ہم ایک لفظ پڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ایک حرف کے بدلے میں دس نیکیاں عطا فرماتا ہے۔ ﴿الٓمٓ﴾ ایک حرف نہیں ہے الف ایک لفظ ہے لام دوسرا ہے اور میم تیسرا ہے لیکن صرف تلاوت کرنے سے بغیر تدبر کے قرآن کی برکت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

﴿كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ﴾(ص:29)

(ہم نے ایسی کتاب نازل فرمائی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جس کی برکت اس کے تدبر میں ہے)

تدبر کا کیا مطلب ہے؟ آپ قرآن مجید کو پڑھیں اور سمجھنے کی کوشش کریں کہ اس کا مطلب کیا ہے۔ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (الفاتحہ:1) ہم پڑھتے ہیں اس کا مطلب کیا ہے؟ صرف آیت ہے سورہ الفاتحہ کی ایک آیت ہم نے پڑھ لی ہے جس کے بغیر نماز نہیں ہوتی یا ہم نے کبھی سوچا بھی ہے کہ ﴿اَلْحَمْدُ﴾ کا مطلب کیا ہے ﴿لِلّٰهِ﴾ کا مطلب کیا ہے ﴿رَبِّ﴾ کا مطلب کیا ہے اور ﴿الْعٰلَمِيْنَ﴾ کا مطلب کیا ہے؟ یہ چار الفاظ ہیں اگر میں ان کی شرح شروع کر دوں تو کم سے کم ایک گھنٹہ لگ جائے گا۔ ہم نے کبھی سوچا ہے کہ اس کا مطلب ہے؟ ﴿اَلْحَمْدُ﴾ کسے کہتے ہیں؟ شکر کا لفظ کیوں نہیں ہے؟ ''الشکر للہ'' کیوں نہیں ہے؟ الحمد اور شکر میں کیا فرق ہے؟ مدح کیا ہوتی ہے؟ حمد ہے تعریف، میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں تاکہ آپ لوگ سوچیں تدبر کرنے کے لیے۔ ﴿اَلْحَمْدُ﴾ کا مطلب ہے کہ ہم کہتے ہیں سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو سب جہانوں کا مالک ہے۔ یہ ترجمہ ہے، اب اگر دیکھیں تو ﴿اَلْحَمْدُ﴾ میں سب کا لفظ ہے ہی نہیں۔ تعریفیں ﴿اَلْحَمْدُ﴾ ہے جمع نہیں ہے تعریفیں کہاں سے آ گئیں؟ ﴿اَلْحَمْدُ﴾ سے شروع کیا ہے شکر سے شروع کیوں نہیں کیا ہے؟ یا ''المدح للہ'' کیوں نہیں ہے؟ ''الشکر للہ'' کیوں نہیں ہے؟ عربی زبان میں الحمد، المدح، الشکر میں فرق ہے۔ الحمد کا مطلب ہے کسی کی تعریف کرنا اس کے کمال کی وجہ سے اس سے محبت کرتے ہوئے اس کی تعظیم کرتے ہوئے یعنی جب تعریف کے ساتھ محبت اور تعظیم شامل ہو جاتی ہے تو اسے حمد کہا جاتا ہے۔ مدح کیا ہوتی ہے؟ مدح میں بھی تعریف ہے لیکن اس میں محبت اور تعظیم نہیں ہوتی۔ آپ اپنے باس کی مدح تو کر سکتے ہیں اس سے ڈرتے ہوئے اس کی تعریف کریں گے آپ لیکن محبت اور تعظیم کے ساتھ نہیں۔ آپ کسی بادشاہ کی تعریف کرتے ہیں لیکن وہ حمد نہیں ہوتی وہ مدح ہوتی ہے کیوں کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ آپ اس کی محبت اور تعظیم کے ساتھ تعریف

کریں۔اور شکر میں بھی تعریف کے الفاظ ہیں لیکن احسان کے بدلے میں شکر ہوتا ہے،اگر کوئی آپ پر احسان کرتا ہے تو آپ اس کا شکر ادا کرتے ہو اور اگر کوئی شخص آپ پر احسان نہیں کرتا تو آپ اس کی تعریف نہیں کرتے ہیں تو شکر احسان کے بدلے میں ہوتا ہے، مدح بغیر تعظیم اور محبت کے ہوتی ہے اور حمد وہ تعریف ہے جس میں محبت اور تعظیم شامل ہے اور اللہ تعالیٰ واحد ذات ہے پوری کائنات میں جس کی حمد کی جاتی ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ حمد کا مستحق ہے صفات الکمال کا مالک ہے اللہ تعالیٰ کے احسانات اتنے ہیں کہ کوئی انسان گن نہیں سکتا تو ایک ہی لفظ میں سب شامل ہو گئے ہیں۔اور ﴿ لِلّٰهِ﴾ صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔

میرے بھائی حمد عبادت ہے اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے حمد کو صرف کر دینا اسے کہتے ہیں توحید العبادۃ۔﴿رَبِّ﴾ توحید الربوبیۃ ہے۔ربّ اور عالم میں فرق ہے۔ ﴿رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ کا مطلب کیا ہے؟ وحدت الوجود کا واضح رد ہے، جو لوگ کہتے ہیں کہ خالق اور مخلوق ایک ہے تو اسی ایک ہی آیت میں ان کا رد ہے۔اگر خالق اور مخلوق ایک ہوتا تو اللہ تعالیٰ کیوں فرماتے ﴿رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ ؟اس کا مطلب ہے کہ ﴿رَبِّ﴾ ایک چیز ہے اور ﴿الْعٰلَمِيْنَ﴾ دوسری چیز ہے۔﴿رَبِّ﴾ خالق، مالک، مشکل کشا اور حاجت روا ہے اور مخلوق جو ﴿الْعٰلَمِيْنَ﴾ ہے وہ مخلوق ہیں، محتاج ہیں، مشکل میں ہیں تو وہ کبھی مشکل کشا اور حاجت روا نہیں ہو سکتے۔یہ ایک آیت ہے ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾۔اس کے بارے میں ہم نے کبھی سوچا ہے؟اس لیے میرے بھائیو!قرآن مجید پر تدبر کرنے سے ہی آپ کے درجے بلند ہوں گے اس لیے آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اس مبارک کلام کی وجہ سے یا تو بعض لوگوں کے درجے بلند ہوتے ہیں اور بعض لوگوں کو زمین میں گرا دیا جاتا ہے۔کیوں؟ جو لوگ قرآن مجید کو سمجھتے ہیں اور عمل کرنا شروع کر دیتے ہیں ان کے درجے بلند ہو جاتے ہیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور جو لوگ قرآن مجید پڑھتے تو ہیں حافظ تو ہیں لیکن ان کو پتہ نہیں ہے کہ ہم پڑھ کیا رہے ہیں ایک بھی لفظ کا پتہ نہیں ہے اور کبھی یہ سوچا بھی نہیں کہ ہمیں یہ سمجھنا بھی چاہیے تو یاد رکھیں کہ قرآن مجید قیامت کے دن یا تو آپ کا شفیع ہوگا آپ کی شفاعت کرے گا یا آپ کے خلاف ہوگا اور اللہ تعالیٰ سے کہے گا کہ اللہ تعالیٰ اس بندے سے پوچھ کہ اس نے مجھے پڑھا تو ہے لیکن اس نے عمل کیوں نہیں کیا؟اس کٹھن وقت کے لیے تیاری آج ہم کر سکتے ہیں کیوں کہ کل ہمیں صرف جواب دینا ہے کل تیاری کا وقت نہیں ہے تیاری کا وقت اس دنیا میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیا ہے۔"وَلِرَسُوْلِهٖ"اور نصیحت کرنی ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر ﷺ کے لیے

۔

کیسے کریں گے؟

1۔آپ ﷺ سے محبت کرنا،آپ ﷺ سے محبت آپ ﷺ کی توقیر،عزت،احترام۔آپ ﷺ سے اتنی محبت کرنی ہے اپنے والدین،اپنے بچوں اور اپنے مال سے بھی زیادہ جب تک یہ محبت دل میں پیدا نہیں ہوتی اس وقت تک ایمان نامکمل ہے اس ایمان کا فائدہ ہی نہیں ہے۔نبی کریم ﷺ کی زندگی میں آپ ﷺ کا احترام کرنا اور اپنے آپ کو قربان کر دینا آپ ﷺ پر جیسا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عملاً کر کے دکھایا کیوں کہ انہوں نے دعویٰ نہیں کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ سے محبت کرتے ہیں بلکہ میدان اُحد میں سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ خود سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں نبی کریم ﷺ کے اور اپنی گردن اوپر کر لیتے ہیں ''نَحْرِی دُونَ نَحْرِكَ يَا رَسُولَ اللهِ صلی الله علیه و آله وسلم'' کہ آپ ﷺ پر میری گردن قربان ہوا گر کہیں سے کوئی تیر لگے تو میری گردن سامنے ہے میری گردن تیار ہے اور آپ ﷺ کو کوئی تکلیف نہ ہو۔نبی کریم ﷺ کے قدموں میں گیارہ جوان صحابیوں نے جان دی ہے جن کی عمر بیس سال سے کم ہے صرف میدان اُحد میں آپ ﷺ کے سامنے اور سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے اپنے بازو پر تیر اور تلواریں کھائی ہیں ان کا دایاں ہاتھ شل ہو گیا تھا وہ جنگ اُحد کے بعد اپنے دائیں ہاتھ کو حرکت نہیں دے سکتے تھے تو قربان کر دیا،ہجرت کرتے ہوئے مہاجرین رضی اللہ عنہم نے اپنے گھر کو اپنے مال کو اپنے بیوی بچوں کو قربان کر دیا چھوڑ دیا اور آپ جانتے ہیں کہ مشرک اور کافر مکہ میں کیا سلوک کرتے تھے ان کے ساتھ لیکن پیارے پیغمبر ﷺ پر اللہ تعالیٰ کے دین پر سب کچھ قربان کر دیا۔یہ ہے نصیحت نبی کریم ﷺ کے لیے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر ﷺ کے لیے اور نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد نبی کریم ﷺ کے فرمان نبی کریم ﷺ کی حدیث کا دفاع کرنا اور یہ حق ہے نبی کریم ﷺ کا کیوں کہ وحی دو قسم کی ہے ایک ہے قرآن مجید اور دوسری ہے صحیح حدیث۔آج ہم دیکھتے ہیں کہ بعض ایسے لوگ نکلے ہیں جو کہتے ہیں کہ صرف قرآن پر عمل کرو اور حدیث پر عمل کرنا ہی نہیں ہے۔کیوں؟ کیوں کہ حدیث میں صحیح بھی ہے اور ضعیف بھی ہے تو جب حق اور باطل مکس ہو جاتا ہے تو اس کو چھوڑ دیں تو قرآن حق ہے اس پر عمل کرو۔ہماری گزارش یہ ہے کہ جب ہم جانتے ہیں کہ قرآن مجید حق ہے لیکن قرآن مجید پر آپ عمل کیسے کریں گے جب تک کہ پیارے پیغمبر ﷺ ہمیں عمل کر کے نہ دکھائیں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ﴾ (البقرة:43) (اور نماز قائم کرو)۔جب تک پیارے پیغمبر ﷺ ہمیں یہ بیان نہیں کریں گے کہ کہ نماز کیسے قائم کرنی ہے تو ہم نماز کیسے قائم کریں گے۔ابھی جمعہ کی نماز ہم نے پڑھی ہے دو رکعت پڑھی ہے تو کس نے ہمیں بیان کیا ہے کہ دو رکعت پڑھنی ہے؟ قرآن مجید میں لکھا ہے؟ کہاں پر لکھا ہے قرآن مجید میں؟ تو میرے بھائیو! حدیث قرآن سے جدا نہیں ہے یاد رکھیں بلکہ حدیث قرآن مجید کی سب سے افضل اور بہترین تفسیر اور تشریح ہے جس کے بغیر ہم اندھے ہیں ہمیں پتہ نہیں ہے۔ہم زکوٰۃ دینے کے لیے تیار ہیں لیکن زکوٰۃ کیسے دیں کس کو دیں کتنی دیں؟ کیوں

کہ قرآن مجید میں موجود نہیں ہے تو میرے بھائیو، بغیر حدیث کے ہم قرآن مجید پر عمل نہیں کر سکتے اور قرآن مجید سے ہی حدیث ثابت ہے کہ حدیث پر عمل کرنا ہے:

﴿وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾(الحشر:7)(جو کچھ تمہیں نبی کریم ﷺ دے دیں اسے اپنالو اور جس چیز سے تمہیں منع کریں اس سے رُک جاؤ)۔ یہ نصیحت ہے نبی کریم ﷺ کے لیے۔

اس کے ساتھ ساتھ نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تعظیم کرنا، نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لیے دعا کرنا۔ رضی اللہ عنہم کیوں کہتے ہیں ہم؟ جب ان کا ذکر آتا ہے تو کیوں کہتے ہیں رضی اللہ عنہم؟ ان کے لیے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جیسا تو نے وعدہ کیا ہے کہ تو ان پر راضی ہے اے اللہ تعالیٰ ہماری دعا قبول کریں اور ان پر راضی ہو جائیں۔﴿رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ﴾(التوبہ:100) اللہ تعالیٰ فرمایا ہے قرآن مجید میں اور اس کے ساتھ ساتھ "آلُ بَيْتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" نبی کریم ﷺ کے رشتے دار جو مومن ہیں ان کا بھی حق ہے تو ان سے محبت کرنا ان کی تعظیم کرنا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور آل بیت، اور آل بیت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے جدا نہیں ہیں یاد رکھیں کیوں کہ بعض لوگ الگ الگ کر دیتے ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور آل بیت میں صرف ایک ہی فرق ہے کہ آل بیت ایمان بھی لے کر نبی کریم ﷺ پر اور نسب میں بھی نبی کریم ﷺ کی طرف ان کا نسب ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ایمان لے کر آئے ہیں نبی کریم ﷺ پر اور ان کی وفات بھی اسی ایمان پر ہوئی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو آل بیت ہیں ان کے دو حق ہیں، ایک محبت اور تعظیم کا حق کیوں کہ وہ صحابی ہیں اور دوسرا کیوں کہ وہ نبی کریم ﷺ کے رشتے دار ہیں لیکن فضیلت سب کی برابر ہے بلکہ سب سے بلند درجہ رکھتے ہیں پورے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پھر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ پھر دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم۔ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ اس ترتیب سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی فضیلت ہے اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس کا عمل اسے پیچھے کردے اس کا نسب اسے آگے نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے﴿تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ﴾(المسد:1)۔ ابو لہب کون ہے؟ نبی کریم ﷺ کا سگا چاچا ہے اس نے زبان سے اور اپنے دل سے لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ نہیں پڑھا اور سمجھنے کی کوشش بھی نہیں کی۔﴿تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ﴾ تا قیامت ہم یہ سورۃ پڑھتے رہیں گے کیوں کہ رشتے داری تھی کوئی کام نہیں آئی اور کوئی کام نہیں آئے گی۔ نسب کبھی کسی کو کوئی کام نہیں دیتا اگر اس کا عمل اسے پیچھے کردے اگر ایمان کا نور اس کے دل میں نہ جاگ جائے۔

"وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ" دو چیزیں رہ گئی ہیں نصیحت میں "وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ" (مسلمانوں کے امام)۔ مسلمانوں کے امام دو قسم کے ہیں ایک ہیں علماء اور دوسرے ہیں حکمران۔ علماء اور حکمران ان کی نصیحت کا مطلب یہ ہے کہ آپ علماء کی قدر کریں

حکمرانوں کی قدر کریں۔ علماء کی قدر کرنے کا احترام کرنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ صرف زبان سے کہنا ہے بلکہ ان کے فتاویٰ پر عمل بھی کرنا ہے وہ فتاویٰ جو قرآن اور سنت کے مطابق ہیں وہ نہیں جو قرآن اور سنت کے مخالف ہیں کیوں کہ عالم معصوم نہیں ہے عالم سے غلطی ہو جاتی ہے۔ اگر فتوے میں کوئی غلطی ہو جاتی ہے تو ہمارے لیے عالم کا قول حجت نہیں ہے بلکہ عالم کا وہ قول حجت ہے جو قرآن اور سنت کے مطابق ہے مخالف نہیں ہے۔

کیا عالم بھی مخالفت کر سکتا ہے؟ جی ہاں، عالم مخالفت کر سکتا ہے کیوں کہ وہ معصوم نہیں ہے۔ بعض اوقات وہ فتویٰ دینا چاہتا ہے اس کے پاس جو علم موجود ہے اس کے مطابق اس نے دیکھا ہے اسے قرآن مجید کی آیت نہیں ملی اور نہ کوئی حدیث ملی ہے اس مسئلے کے تعلق سے اور وہ اپنا فتویٰ دے دیتا ہے اجتہاد کرتے ہوئے کیوں کہ وہ اہل اجتہاد ہے وہ عالم ہے اگر اس کا اجتہاد صحیح ٹھہرا تو دگنا اجر ہے اور اگر اجتہاد غلط ثابت ہوا تو ایک اجر ضرور ملا اسے۔ اس کو تو اجر مل گیا لیکن جو لوگ اس فتوے کو دیکھ لیتے ہیں اور یہ جان لیتے ہیں کہ اس میں غلطی ہے اور اس پر عمل کرتے ہیں تو ان کو سخت گناہ ہے کیوں کہ وہ جان چکے ہیں کہ یہ غلط ہے۔ اس لیے دیکھیں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام ہیں، عالم ہیں، فقیہ ہیں، امت کے بڑے اماموں میں ان کا شمار ہوتا ہے وہ کیا فرما کر گئے ہیں؟ فرماتے ہیں "إذا صح الحديث فهو مذهبي" (اگر حدیث صحیح ثابت ہو جائے تو میرا مذہب وہی ہے حدیث کو اپنا لینا اور میرے قول کو چھوڑ دینا)۔ امام صاحب نے یہ کیوں فرمایا؟ کیوں کہ امام صاحب جانتے ہیں کہ فتوے میں ان سے غلطی ہو سکتی ہے وہ معصوم نہیں ہیں۔ اگر ان کا ہر قول حق ہوتا تو یہ کیوں فرمایا؟ وہ امت کو پیغام دے رہے ہیں کہ لوگو! سن لو کہ اگر میری بات کبھی غلط ثابت ہو جائے اور حدیث رسول ﷺ سے ٹکرا جائے تو میری بات کو چھوڑ دینا اور حدیث رسول ﷺ کو اپنا لینا۔ لیکن یہ دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ تعصب کی وجہ سے امام صاحب کے قول کو تو لے لیتے ہیں لیکن حدیث رسول ﷺ کو چھوڑ دیتے ہیں۔ میرے بھائی اپنے امام کی بات مان لو اگر واقعی آپ اپنے امام سے محبت کرتے ہو تو ان کے اس قول کو اپنا لو۔ جو حدیث ثابت ہو گئی ہے، حدیث آپ ﷺ کا فرمان وحی ہے اللہ تعالیٰ تعالیٰ کی طرف سے وہ ہم کیسے چھوڑ سکتے ہیں تو حدیث رسول ﷺ ہم کبھی چھوڑ نہیں سکتے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام اور وحی ہے دین ہے اور جو عالم کا قول ہے اس میں کبھی غلطی ہو سکتی ہے۔

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ "إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ فأصاب فَلَهُ أَجْرَانِ ، وإذا حَكَمَ فاجتهَدَ فأَخْطَأَ فلَهُ أَجْرٌ" (اگر حاکم مجتہد عالم اجتہاد کرے اور اس کا اجتہاد درست ثابت ہو جائے تو اس کو دگنا اجر ہے اور اگر اس کا اجتہاد غلط ثابت ہو جائے تو اس کو ایک اجر ضرور ملے گا)۔

حکمرانوں کی نصیحت کا مطلب یہ ہے کہ حکمران کی فرمانبرداری کرنی ہے اچھے اوقات میں اور بُرے اوقات میں، اچھا حکمران ہو یا بُرا حکمران ہو۔ جب اللہ تعالیٰ نے اسے آپ کے اوپر مسلط کر دیا اب آپ پر فرض ہے کہ آپ اس کی فرمانبرداری کریں اور فرمانبرداری کی ایک شرط ہے اللہ تعالیٰ کی معصیت کے علاوہ کہ جب وہ نافرمانی کا حکم دے تب اس کی بات نہیں مانیں گے اس کے علاوہ دنیاوی معاملات میں اس کی فرمانبرداری ہمارے اوپر واجب ہے۔ بُرا ہے؟ جی ہاں، اگر بُرا بھی ہے تو۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں، سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کی معروف حدیث ہے صحیح مسلم میں کہ لوگ خیر کے متعلق سوال کرتے تھے اور میں شر کے متعلق سوال کرتا تھا یہ ڈرتے ہوئے کہ میں شر میں گر نہ پڑوں اور حدیث کے آخر میں فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم حکمرانوں کی فرمانبرداری کروا گر ایسے حکمران بھی تم پر مسلط کر دیئے جائیں جو ہوں تو شکل میں انسان لیکن ان کے دل شیطانوں کے ہوں تو صحابی رسول ﷺ نے پریشان ہو کر عرض کیا کہ اے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر ﷺ اگر ہم ایسے حکمران اپنی زندگی میں پالیں تو ہم کیا کریں؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا "فَاسْمَعْ وَأَطِعْ" (فرمانبرداری کروا گرچہ تمہیں کوڑے مارے جائیں اور تمہارا حق چھین لیں)۔

میرے بھائی یہ دین ہے اور جو حکم نبی کریم ﷺ سے ملا ہے وہ ہماری سر آنکھوں پر ہے یہ أَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ کے لیے نصیحت ہے اور عَامَّتِهِمْ کے لیے حدیث کے آخری الفاظ آپ کے مسلمان بھائی اور آپ کے حقوق ہیں ان میں سے ایک حق یہ ہے کہ جب وہ تم سے نصیحت مانگیں تو انہیں نصیحت کرو۔

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں "الْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ" جو تم سے مشورہ لیتا ہے اب اس نے تمہیں امانت کے کٹہرے میں کھڑا کر دیا ہے اب تم نے جو نصیحت کرنی ہے جو مشورہ دینا ہے تو یہ جانتے ہوئے مشورہ دو کہ تم اللہ تعالیٰ کے ہاں قیامت کے دن جواب دہ ہو اگر غلط مشورہ دیتے ہو تو تم نے امانت میں خیانت کی ہے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ امانت کا مطلب ہے پیسے یا اگر کوئی مال کسی کے پاس رکھے تو اس میں خیانت نہیں کرنی چاہیے لیکن نہیں میرے بھائی یہ ایک حصہ ہے امانت کا۔ "الْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ" امانت اس معنی سے کہیں وسیع معنی رکھتی ہے۔ جو لوگ آپ سے مشورہ لیتے ہیں یا آپ دیکھتے ہیں کہ آپ کے اس مسلمان بھائی کو مشورے کی ضرورت ہے تو پہلے آپ اپنے آپ کو اس کی جگہ پر رکھو پھر مشورہ دو کہ اگر آپ اس شخص کی جگہ ہوتے تو آپ کیا مشورہ دیتے یا آپ کیا توقع رکھتے کہ آپ کا مسلمان بھائی آپ کو کیا مشورہ دیتا۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا اس کا ایمان کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے وہ پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

آخر میں چند تنبیہات ہیں کہ نماز میں بعض غلطیاں ہوتی ہیں ان میں سے ایک غلطی یہ ہے کہ امام سے پہلے نماز کو ختم کر دینا یا امام پر سبقت کرنا۔ امام رکوع میں جارہا ہے اللہ اکبر کہتا ہے ابھی وہ جھکا نہیں اور مقتدی پہلے جھک جاتا ہے، امام ابھی کہتا ہے السلام علیکم و رحمۃ اللہ تو مقتدی پہلے نماز ختم کر دیتا ہے دونوں سلام پھیر دیتا ہے تو یاد رکھیں کہ اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں" إِنَّمَا جُعِلَ الإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ "(امام کو بنایا ہی اس لیے گیا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے)۔ اگر آپ سبقت کر لیتے ہیں تو آپ نے امام کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تو اس لیے امام جب تک دوسرا سلام نہیں پھرتا آپ سلام نہیں پھیریں گے۔

دوسری غلطی دیکھی جاتی ہے عام طور پر فجر کی نماز کے وقت کہ بعض ساتھی دیر سے آتے ہیں اور امام نماز شروع کر دیتا ہے اقامت ہو چکی ہوتی ہے اور بعض لوگ جو دیر سے آتے ہیں وہ دو رکعت سنت پڑھتے ہیں فجر کی تو یاد رکھیں کہ انہوں نے یہ جو دو رکعت پڑھی ہیں یہ باطل ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل قبول نہیں ہیں۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں" إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلاَةُ فَلاَ صَلاَةَ إِلاَّ الْمَكْتُوبَةُ "(جب نماز قائم ہو جائے تو دوسری کوئی نماز نہیں ہے سوائے فرض نماز کے)۔

میرے بھائی واضح الفاظ ہیں لیکن مشکل یہ ہے کہ جب بعض اوقات ہم نصیحت کرتے ہیں اور بعض بھائیوں کو کہتے ہیں کہ یہ غلط ہے تو وہ ناراض ہو جاتے ہیں کہتے ہیں کہ ہماری فقہ ہمیں یہ کہتی ہے۔ ہماری فقہ کیا ہے؟ وہ کون سی فقہ ہے جو پیارے پیغمبر ﷺ کے فرمان سے ٹکراتی ہے؟ آپ ﷺ کا فرمان واضح ہے۔

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا، جب نماز پڑھ لی تو ایک صحابی نے فرمایا کہ یہ شخص جب آپ نماز شروع کر چکے تھے تو انہوں نے نماز پڑھی ہے۔ تو اسے بلایا اور فرمایا کہ تمہاری فرض نماز کون سی ہے پہلی والی یا بعد والی جو ہمارے ساتھ پڑھی ہے یا جو تم نے خود پڑھی ہے؟ دو نمازیں ایک وقت میں کیسے ہو سکتی ہیں؟ اگر آپ نے سنتیں پڑھنی ہی ہیں اور آپ کو دیر ہو گئی ہے تو فرضوں کے بعد پڑھ لیں میرے بھائی، سورج طلوع ہونے کے بعد پڑھیں زیادہ بہتر ہے یا اس سے پہلے بھی آپ پڑھ سکتے ہیں کوئی حرج نہیں ہے دونوں طریقے نبی کریم ﷺ سے ثابت ہیں۔

﴿سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝١٨٠ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ۝١٨١ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝١٨٢﴾

وَصَلَّى اللهُ وَسَلَّمَ وَبَارِكْ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِين

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (012: دین نصیحت کا نام ہے) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio